© rasailojaraid.com

پاکستان کے ۷۰ سال: کیا کھویا، کیا پایا؟

شاہنواز فاروقی°

پاکستانی قوم نے گذشتہ ۷۰ سال میں کیا کھویا اور کیا پایا؟ اس بات کے تعین کے لیے خود پاکستان کی اہمیت کا تعین ناگزیر ہے۔ اس کے بغیر ہم جان ہی نہیں سکتے کہ ہم نے اپنے سات عشروں کے سفر کے دوران کیا کیا ہے؟

انسانی تاریخ میں تین حوالوں سے پاکستان کی اہمیت غیر معمولی ہے:

● پاکستان کی پہلی اہمیت یہ ہے کہ عصر حاضر میں پاکستان دنیا کی واحد ریاست ہے، جس کا مطالبہ مذہب کی بنیاد پر کیا گیا۔ بعض لوگ اس سلسلے میں اسرائیل کا نام بھی لیتے ہیں، لیکن یہ ایک غلط بحث ہے۔ پاکستان اور اسرائیل کا کوئی موازنہ بنتا ہی نہیں۔ پاکستان حقیقی معنوں میں ایک مذہبی اور نظریاتی ریاست ہے۔ اس کے برعکس اسرائیل کی بنیاد یہودیوں کی بدنام زمانہ نسل پرستی پر رکھی ہوئی ہے۔ عصر حاضر میں قوموں کے آئین کو قوموں کے تشخص کے تعین کے حوالے سے غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان آئینی اعتبار سے اسلامی جمہوریہ ہے۔ اس کے برعکس اسرائیل آئینی اعتبار سے ایک سیکولر ریاست ہے۔ پاکستان اور اسرائیل کا موازنہ اس لیے بھی ممکن نہیں کہ پاکستان ایک عوامی جدوجہد کا حاصل ہے۔ اس کے برعکس اسرائیل عالمی طاقتوں کی ایک سازش کا نتیجہ ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو پاکستان اول و آخر حق ہے اور اسرائیل اول و آخر باطل۔

● پاکستان کی دوسری اہمیت یہ ہے کہ پاکستان برصغیر کی ملت اسلامیہ کے ایک بہت بڑے

° معروف دانش ور، کراچی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تہذیبی و تاریخی مطالبے کا اظہار ہے۔ بعض لوگ اپنی کم علمی کے باعث یہ سمجھتے ہیں کہ دوقومی نظریہ جو پاکستان کے مطالبے کی بنیاد بنا، ۲۰ ویں صدی میں برصغیر کی ملت اسلامیہ کو پیش آنے والی صورتِ حال کا حاصل ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ دوقومی نظریہ ایک بہت پرانی چیز ہے۔ اسی لیے قائداعظم نے یہ کہا ہے کہ پاکستان تو اس دن وجود میں آ گیا تھا جب برصغیر میں پہلا ہندو مسلمان ہوا۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو برصغیر کے مسلمانوں کی تہذیب اور تاریخ کے گہرے شعور کے بغیر کہی ہی نہیں جاسکتی تھی۔ اس کی سب سے بڑی مثال مجدد الف ثانیؒ اور جہانگیر کی کش مکش ہے۔ جہانگیر کے زمانے میں مسلمان سیاسی اور معاشی دونوں اعتبار سے مغلوب نہیں تھے غالب تھے، لیکن مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک سیاسی اور معاشی غلبے کی اہمیت نہیں تھی۔ ان کے نزدیک جو چیز اہم تھی وہ مسلمانوں کا جداگانہ مذہبی و تہذیبی تشخص تھا۔ اور مجدد الف ثانی کو اس تشخص کے تحفظ کی اتنی فکر تھی کہ انھوں نے مسلمانوں کے سیاسی اور معاشی غلبے کے زمانے میں جہانگیر سے کہا کہ تم اکبر کی ان پالیسیوں کو ترک کرو جو مسلمانوں کے مذہبی و تہذیبی تشخص کو مجروح کر رہی ہیں۔ غور کیا جائے تو مجدد الف ثانیؒ دراصل دوقومی نظریے پر ہی اصرار کر رہے تھے۔ جہانگیر نے ابتدا میں مجدد الف ثانیؒ کی مزاحمت کی اور انھیں پابند سلاسل کیا مگر بالآخر اسے مجدد الف ثانی کے مطالبے کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے۔ اس نے ان کے مطالبے کے مطابق دربار میں سجدۂ تعظیم بھی منسوخ کیا اور گائے کے ذبیحے کی بھی اجازت دی، بلکہ اس نے محل میں گائیں ذبح کرا کے ان کے گوشت سے کباب بنوائے۔

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو برصغیر میں دوقومی نظریے کے بانی مجدد الف ثانی تھے لیکن دوقومی نظریہ صرف مجدد الف ثانی اور جہانگیر کی کش مکش میں ظاہر ہو کر نہیں رہ گیا۔ اورنگ زیب عالمگیر اور داراشکوہ کی کش مکش بھی اپنی اصل میں دوقومی نظریے کی کش مکش تھی۔ داراشکوہ ہندوازم سے متاثر تھا اور وہ قرآن مجید اور گیتا کی تعلیمات کو آمیز کر کے 'ایک قومی' نظریہ ایجاد کرنا چاہتا تھا۔ یعنی اکبر نے دین الٰہی کی صورت میں جو تجربہ نہایت بھونڈے انداز میں کیا تھا داراشکوہ وہی تجربہ انتہائی دانش ورانہ اور علمی سطح پر کرنے کا خواہش مند تھا۔ اورنگ زیب کو اس 'خطرے' کا اندازہ تھا۔ اس لیے کہ وہ دوقومی نظریے کے معنی کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ داراشکوہ اور اورنگ زیب کی کش مکش میں اکابر علما اور صوفیہ اورنگ زیب کے ساتھ تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ بات تاریخی ریکارڈ کا حصّہ ہے کہ سرسیّد احمد خان کسی زمانے میں ایک قومی نظریے کے قائل تھے اور ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک خوب صورت دلہن کی دو آنکھیں کہا کرتے تھے، لیکن ہندی اُردو تنازعے نے ان کی آنکھیں کھول دیں اور انھوں نے مسلمانوں کو کانگریس میں شامل ہونے سے روکا اور کہا کہ اگر مسلمانوں کو اپنے مفادات کا تحفظ کرنا ہے تو انھیں اپنا پلیٹ فارم تخلیق کرنا چاہیے۔

اقبال بھی اپنے ابتدائی دور میں قوم پرست اور وطن پرست تھے اور انھیں خاکِ وطن کا ہر ذرہ 'دیوتا' نظر آتا تھا اور وہ کہہ رہے تھے ؎

سارے جہاں سے اچھا ہندستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی ، یہ گلستاں ہمارا

مگر اقبال کی فکر میں بھی تغیر رونما ہوا اور چند ہی برسوں میں وہ ؎

چین و عرب ہمارا ، ہندستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم ، وطن ہے سارا جہاں ہمارا

کہتے نظر آئے۔ محمد علی جناح کا معاملہ بھی عیاں ہے۔ وہ کانگریس کے رہنما تھے اور سروجنی نائیڈو انھیں ہندو مسلم اتحاد کی سب سے بڑی علامت قرار دیتی تھیں۔ لیکن مسلمانوں کی تہذیب اور تاریخ کی 'مرکز جُو' حرکت ایسی تھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے محمد علی جناحؒ قائداعظم بن کر ابھرے اور انھوں نے دو قومی نظریے کی وضاحت پر جتنا زورِ بیان صرف کیا کسی اور نے نہیں کیا۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو دو قومی نظریہ ۱۹۳۰ء یا ۱۹۴۰ء میں سامنے آنے والی حقیقت نہیں تھا، بلکہ اس کی جڑیں ہماری تاریخ میں بہت دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔

● پاکستان کی تیسری اہمیت یہ ہے کہ پاکستان عصرِ حاضر کا سب سے بڑا خواب ہے۔ قائداعظم نے پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ قرار دیا تھا اور انھوں نے فرمایا تھا کہ پاکستان بن گیا ہے چنانچہ انسان کی تخلیقی قوت اپنے امکانات کو ظاہر کرنے کے لیے پوری طرح آزاد ہوگئی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ پاکستان کے ذریعے ہمیں ریاست مدینہ کے تجربے کو نیا قالب مہیا کرنا تھا۔ ایسا قالب جس کی روح قدیم اور جس کے اظہار یا اسالیب کو نیا ہونا تھا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو نہ پاکستان کے جیسی کوئی ریاست تھی، نہ ہے اور نہ ہوسکتی ہے۔ بدقسمتی سے ہم مذہب کی بنیاد پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الگ ریاست کے مطالبے کا حق ادا کرسکے، نہ ہم نے اپنی تہذیب اور تاریخ کی 'مرکز جُو' حرکت سے کوئی کام لیا، اور نہ ہم پاکستان ہی کو اسلام کی تجربہ گاہ بنا کر انسان کی تخلیقی صلاحیتوں کے اظہار کی صورت پیدا کرسکے۔

بلاشبہہ مذہبی جماعتوں اور علما کی طویل جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان 'اسلامی جمہوریہ' تو بن گیا مگر ہمارے فوجی اور سول حکمرانوں نے آئین کو اسلام کا قید خانہ بنادیا ہے۔ اسلام کو اس قید خانے سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ حکومت و ریاست کے بندوبست پر اسلام کا کوئی اثر نہیں۔ ہماری معیشت سود پر کھڑی ہوئی ہے، اور سود جنرل پرویز مشرف ہی کو نہیں میاں نواز شریف کو بھی اتنا عزیز ہے کہ انھوں نے اس کے خاتمے کے لیے دکھاوے کے لیے بھی ایک قدم نہیں اٹھایا۔ ہمارا نظام تعلیم صرف اتنا اسلامی ہے کہ اس میں اسلامیات ایک مضمون کے طور پر شامل ہے۔ ہمارے حکمران ہی نہیں ذرائع ابلاغ بھی آئین کی دفعہ ۶۲ اور ۶۳ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک عہد جدید میں منتخب نمایندوں کا امین و صادق ہونا ممکن ہی نہیں۔ غور کیا جائے تو مذاق اڑانے والے دفعہ ۶۲ اور ۶۳ کا مذاق نہیں اڑاتے' اسلام کے تصور صداقت و امانت کا مذاق اڑاتے ہیں۔

بدقسمتی سے ۱۹۷۱ء میں ہم پاکستان کی جغرافیائی وحدت کو بھی برقرار نہ رکھ سکے اور ہمارے فوجی اور سول حکمرانوں نے بھارت کو یہ کہنے کا موقع فراہم کیا کہ اس نے دوقومی نظریے کو خلیج بنگال میں غرق کردیا ہے۔ قوم کو دھوکے میں مبتلا کرنے والے کہتے ہیں کہ مشرقی پاکستان بیرونی طاقتوں کی سازش اور بھارت کی مداخلت کے باعث الگ ہوا لیکن اتنے بڑے سانحات بیرونی عوامل سے کہیں زیادہ داخلی عوامل یا داخلی کمزوریوں کا نتیجہ ہوتے ہیں، اور ہماری سب سے بڑی داخلی کمزوری یہ تھی کہ پاکستان کے حکمران طبقے نے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۱ء تک پاکستان کی تخلیق کے محرک اسلام کو اجتماعی زندگی میں مؤثر یا Functional بنانے کی معمولی سی کوشش بھی نہ کی۔ اگر ہم ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۱ء تک کچھ اور نہیں تو اسلام کے تصورِ عدل ہی پر عمل کررہے ہوتے تو بیرونی طاقتیں اور بھارت چاہ کر بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔

- پاکستان کی گذشتہ ۷۰ سالہ تاریخ کا سب سے بڑا کارنامہ ایٹم بم کی تخلیق ہے۔ ایٹم بم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی تخلیق پاکستان اور پاکستانی قوم کے 'امکانات' کو سمجھنے کے سلسلے میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ پاکستان نے جب ایٹم بم بنانے کا آغاز کیا تو اس وقت وطن عزیز میں بنیادی سائنس کی تعلیم کا بھی کوئی مناسب بندوبست موجود نہیں تھا۔ ہمارے پاس 'ماہرین' اور 'مالی وسائل' دونوں کی کمی تھی مگر اس کے باوجود ہم نے ایٹم بم بنا کر دکھا دیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک قوم کی حیثیت سے اگر ہم ایک ہدف طے کرلیں اور حکمران طبقہ اس ہدف کے حصول کے سلسلے میں دس پندرہ سال تک پالیسی کے تسلسل کو برقرار رکھ لے تو بڑے بڑے کارنامے انجام دے سکتے ہیں۔

● پاکستانی قوم تمام تر مخدوش معاشی حالات کے باوجود ہر سال ۳۰۰/ارب روپے سے زیادہ کی خیرات کرتی ہے اور ہم اس حوالے سے دنیا کی تین اہم ترین قوموں میں سے ایک ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ قوم میں جذبۂ خیر اور جذبۂ تعمیر زندہ ہے جسے مہمیز دے کر قوم سے مزید بڑے بڑے کام کرائے جاسکتے ہیں۔

● ہماری قومی تاریخ کا ایک پہلو یہ ہے کہ ہر پانچ سات سال کے بعد ایک فوجی آمر ملک و قوم پر مسلط ہوجاتا ہے۔ اس آمر کو سیاست دانوں کی حماقتوں اور کمزوریوں کی وجہ سے کچھ نہ کچھ عوامی پذیرائی بھی مل جاتی ہے مگر پاکستانی قوم بالآخر آمروں کی مزاحمت کرتی ہے۔ چنانچہ قوم نے جنرل ایوب خان کی مزاحمت کی، جنرل محمد ضیاء الحق کی مزاحمت کی اور جنرل پرویز مشرف کی مزاحمت کی۔ اس مزاحمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی آمر آٹھ دس سال سے زیادہ ٹک نہیں پایا۔ ورنہ عرب ممالک میں کرنل قذافی ۴۰ سال سے قوم پر سوار تھے۔ مصر کا صدر حسنی مبارک ۳۰ سال تک مصر پر قابض رہا۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستانی قوم میں جذبۂ حریت کافی مقدار میں موجود ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس جذبۂ حریت سے بھی 'نئی دنیا کی تعمیر' میں بڑی مدد لی جاسکتی ہے۔

● تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ قوموں کی بیداری اور تعمیر میں 'تصورِ دشمن' کا بھی ایک کردار ہے۔ اتفاق سے ہمیں بھارت کی صورت میں ایک بڑا اور کم ظرف دشمن فراہم ہے۔ لیکن ہم نے اس دشمن کے تصور سے کوئی خاص 'کام' نہیں لیا۔ غور کیا جائے تو اس دشمن کا تصور ہمیں زیادہ نظریاتی بھی بنا سکتا ہے اور زیادہ بیدار بھی کرسکتا ہے۔ زیادہ متحرک بھی کرسکتا ہے اور مادی معنوں میں زیادہ ترقی یافتہ بھی کرسکتا ہے___ مگر اس کام کے لیے 'قیادت' کی ضرورت ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

● پاکستان کے حوالے سے سب سے اہم بات یہ ہے کہ جس نظریے نے پاکستان کی تخلیق کی ہے، اس نظریے سے پاکستانی قوم کا 'جذباتی تعلق' ختم نہیں ہوا۔ آخر ایک قوم کی حیثیت سے ہم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ جو نظریہ ہمیں پاکستان کی صورت میں دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست تخلیق کر کے دے سکتا ہے، وہ نظریہ پاکستان کو علاقائی نہیں عالمی طاقت بھی بنا سکتا ہے۔ لیکن اس کی دو شرائط ہیں: ایک یہ کہ نظریے کو قومی زندگی میں حقیقی معنوں میں مؤثر یا Functional بنایا جائے۔ تاہم، اس کام کے لیے ایک ایسی قیادت کی ضرورت ہے جس میں دو فضیلتیں موجود ہوں۔ ایک تقویٰ کی فضیلت اور دوسری علم کی فضیلت۔ تاریخ میں مسلمانوں کو جب بھی غلبہ ملا ہے انھی دو فضیلتوں کی وجہ سے ملا ہے۔ تقویٰ اور علم میں کمال کے بغیر پاکستان کیا پوری امت مسلمہ کا کوئی مستقبل نہیں۔

بہترین کتب

ڈاکٹر محمود احمد غازی

محاضرات قرآنی	500/-
محاضرات سیرت ﷺ	750/-
محاضرات حدیث	600/-
محاضرات فقہ	600/-
محاضرات شریعت	600/-
محاضرات معیشت و تجارت	600/-

پروفیسر قلب بشیر خاور بٹ

فہم القرآن	250/-
نماز......ایک راز و نیاز	225/-
عصری اجتہادی مسائل (سیّد مودودی کا موقف و منہج)	500/-

مجموعہ قوانین اسلام ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن (دس جلدیں مکمل)	7240/-
فقہ السنہ (محمد عاصم الحداد)	500/-
سفرنامہ ارض القرآن (رنگین)	750/-
بیت اللہ کعبہ شریف (نسیم احمد بن حاجی کرم دین)	2500/-
قدیم حرم شریف کی عہد بہ عہد توسیع اور تعمیر (سائز 20x30)	
حجاز ریلوے عثمانی ترک اور شریف مکہ	350/-

نعیم صدیقی

محسن انسانیت ﷺ	520/-
سید انسانیت ﷺ	150/-
رسول ﷺ اور سنت رسول ﷺ	210/-
نور کی ندیاں رواں (نعتیہ کلام)	60/-
تحریکی شعور	250/-
افشاں (نظموں کا مجموعہ)	180/-
شعلہ خیال بہ اضافہ شعاع روزن	75/-
اقبال کا شعلہ نوا	200/-
شعاع جمال (غزلیں)	180/-
عورت معرض کشمکش میں	250/-
معرکہ دین و سیاست	120/-
انوار و آثار	120/-
تعلیم کا تہذیبی نظریہ	500/-
ٹھنڈی آگ (افسانے)	250/-
تعمیر سیرت کے لوازم	21/-
اپنی اصلاح آپ	21/-
بیمہ زندگی	18/-
وہ سورج بن کر ابھرے گا	150/-

الفیصل ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Phone : 042-37230777 & 37231387
www : alfaisalpublisher.com
e.mail : alfaisalpublisher@yahoo.com

© rasailojaraid.com